شام کے سائے ڈھل چکے تھے۔ چرند پرند اپنے گھونسلوں میں جا چکے تھے اور سردی کی شدید لہر میں اضافہ ہونے لگا تھا۔ وہ آتش دان کے سامنے کندھوں پہ کالے رنگ کی شال اوڑھے صوفے پر بیٹھی الگ سوچ میں مگن کافی پی رہی تھی۔

''آخر ہادی کیوں بدل گئے؟ آخر کیوں؟ کیوں ان کے لیے میں اہم نہیں رہی جو انہوں نے اتنی بڑی بات کہہ دی؟'' وہ خود سے سوالیہ بولی۔ اس کے ذہن میں ہادی کے الفاظ گھومنے لگے۔

''میں تمہارے ساتھ اب اور نہیں چل سکتا۔ بہتر یہی ہوگا کہ اب ہم کوئی فیصلہ لے لیں۔'' سلگتے تپتے ذہن کے ساتھ وہ یہ سوچتے ہوئے اندر ہی اندر جل رہی تھی۔ آگ کی تپش اسے اپنے اندر محسوس ہونے لگی تھی۔

''آپ آ گئے؟'' کمرے کا دروازہ کھلتے ہی وہ فوراً سیدھی ہو کر بیٹھی اور کافی کا مگ میز پہ رکھتے ہی اٹھ کھڑی ہوئی مگر ہادی نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا اور یہ سب اب سے نہیں تھا۔ یہ سب تو تبھی سے چل رہا تھا جب سے حمنیٰ اس کی زندگی میں واپس آئی تھی۔

''کھانا کھائیں گے؟'' وہ ذرا رک کر بولی کیونکہ ہادی اسے برابر گھورے جا رہا تھا۔

''نہیں۔'' اس نے سختی سے جواب دیا اور اپنی جیکٹ اتار کر صوفے پہ دے ماری۔

''ہادی کیا ہوا؟ کچھ چاہیئے تو......''

''سکون چاہیے۔سونیا سکون۔''اس نے غصہ سے اس کی بات کاٹی جس پہ وہ لب بھینچ کر رہ گئی تھی۔

''ہادی۔''وہ کچھ دیر توقف کے بعد بولی اور اس کے قریب صوفے پر آموجود ہوئی جہاں بیٹھا وہ اپنے جوتے کے تسمے کھول رہا تھا۔

''ہادی۔آپ ایسے تو نہیں تھے پھر......؟''اس سے پہلے وہ اپنی بات پوری کرتی ہادی بولا۔

''میں نے تمہیں جو طلاق کے پیپرز دیے تھے سائن کیے اس پر؟''وہ اسے بغور دیکھتے ہوئے بولا۔

''نہیں......وہ......اصل میں......وہ......وہ پیپرز کہیں کھو گئے ہیں۔''وہ ذرا گھبرائی۔

''کھو گئے؟ تو یہ کیا ہے ہاں؟''اس نے اپنے کوٹ کی جیب سے پیپرز نکالے اور ہوا میں لہرائے۔

''یہ......یہ کہاں سے ملے آپ کو؟''وہ چونکی کیونکہ ابھی کچھ دیر پہلے ہی اس نے غصہ سے وہ کاغذ کوڑے دان میں پھینکے تھے۔

''ڈسٹ بن سے۔''وہ زور سے چلایا۔

''خالدہ آئی تھی صفائی کرنے......شاید اس نے......''وہ بات کرتے کرتے رکی۔

''وہاٹ ایور۔'' وہ کندھے اچکا کر بڑی بے نیازی سے بولا۔

''میری بات کان کھول کر سن لو۔ میں نے تمہیں پہلے بھی بتایا تھا اور اب بھی بتا رہا ہوں۔ میں اور تم ایک ساتھ نہیں چل سکتے اور......'' اس سے پہلے وہ کچھ بولتا سونیا نے تڑخ کر اسے جواب دیا۔

''جان چکی ہوں ہادی۔'' وہ دل پہ پتھر رکھتے ہوئے بولی گویا کہ اپنے اندر ٹوٹنے والے دل کے ٹکڑوں کو جوڑ رہی ہو۔

''لیکن کیا مجھے یہ جاننے کا بھی حق نہیں کہ میری غلطی کیا ہے؟'' التجا اس کے لہجے میں واضح تھی۔

''غلطی؟ غلطی تو میری ہے۔'' وہ طنزیہ بولا۔

''جو تم جیسی سے شادی کی۔ سوچتا تھا تم میرے رنگ میں رنگ جاؤ گی مگر نہیں وہی کی وہی پینیڈو ہو بہتر یہی ہوگا کہ......'' وہ پچھتاتے ہوئے بولا۔

''بس بہت ہو گیا اب ایک لفظ بھی منہ سے نہ نکالیے گا۔''

آج اسے پہلی بار اس کے لہجے میں اپنے لیے نفرت محسوس ہو رہی تھی۔ اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر چکی تھیں اور آنکھوں میں موجود کاجل پھیل سا گیا۔ اس نے فوراً سے اس کے ہاتھ سے پیپرز کھینچے اور دراز سے پین نکالا جبکہ ہادی اسے حیران کن نگاہوں سے دیکھتا رہ گیا۔ اس نے سائن کیے اور پیپرز غصے سے اس کے ہاتھ پہ دے مارے۔

ہادی اس کی حالت دیکھ کر حیران رہ گیا جو کوشش وہ پچھلے تین ماہ سے کر رہا تھا وہ تین منٹ میں ہو گیا تھا۔ سونیا نے ایک لمحے کی دیر کیے بناء ہی اپنی کپ بورڈ سے کپڑے نکالے اور سوٹ کیس میں رکھنے لگی۔

''سونیا...... یہ کیا کر رہی ہو؟ اس وقت کہاں جا رہی ہو؟'' ہادی نے گھڑی پہ نظر ڈالی اور فوراً سے آگے بڑھا۔

''اس وقت؟'' وہ روتے ہوئے مسکرا دی۔

''وقت کی فکر آپ کو کب سے ہونے لگی اور بے فکر رہیے۔ اب تو میں سائن کر چکی ہوں۔ اب میرا یہاں رکنے کا کوئی جواز نہیں بنتا۔'' اس نے اپنے آنسوؤں کو تیزی سے صاف کیا اور پوری ہمت کے ساتھ بولی۔

''سوری سونیا...... سوری...... کاش کہ تم مجھے سمجھ سکتیں۔'' وہ مجبور ہوتے ہوئے بولا۔

''بچپن سے سمجھ ہی تو رہی ہے یہ پینڈو آپ کو۔'' وہ طنزیہ مسکرائی، ہادی کو ایسے لگا جیسے کسی نے اس کے منہ پہ زور سے تھپڑ دے مارا ہو۔

''سونیا اس وقت حمنیٰ کو میری زیادہ ضرورت ہے اور میں تمہیں اپنے ساتھ باندھ کر تمہارے ساتھ ناانصافی نہیں کر سکتا۔'' آخر وہ اہم بات پہ آیا۔

''حمنیٰ کو؟'' اس کی آنکھیں پھیل سی گئیں۔

اسے سب یاد آنے لگا جو بیت چکا تھا۔ حمنیٰ کون تھی؟ وہ جان چکی تھی۔ حمنیٰ ان دونوں کی

بچپن کی دوست تھی جو اپنی چچی چچا کے ساتھ رہ رہی تھی۔

حمنیٰ تھی تو اس کی دوست مگر اس سے بے حد حسد کرتی تھی۔ ہمیشہ نمبرون آنے کے چکر میں وہ سونیا کو شکست دینے سے بھی گریز نہیں کرتی تھی۔ اس سے پہلے اسے ہادی سے محبت تھی مگر ہادی نے سونیا کا انتخاب کیا مگر سونیا کو اندازہ نہیں تھا کہ حمنیٰ یوں اس سے بدلہ لے گی۔

''ہاں میں ایک ساتھ دو رشتے نہیں نبھا سکتا۔'' وہ صاف گوئی سے بولا۔

''اسے میرے سہارے کی ضرورت ہے۔ پلیز ٹرائے ٹو انڈر اسٹینڈ اسے میں نہ ملا تو وہ مر جائے گی۔''

''سمجھ گئی۔ ایک عورت سے سہارا چھین کر دوسری عورت کو سہارا دینا چاہتے ہیں آپ۔ خیر! مبارک ہو آپ کو آپ کی حمنیٰ اور اسے اس کی زندگی خوش رہیں۔'' وہ ہنسی اور سوٹ کیس اٹھاتے ہی کمرے سے نکل گئی۔

اس کی ہنسی میں ہادی کے لیے وارننگ تھی مگر ہادی نے لاپرواہی سے اس کی بات سنی، اسے خوشی تھی جو وہ چاہتا تھا وہ ہو گیا تھا۔

......☆☆......

''تم کیا سمجھتی ہو ہادی سے شادی کر کے تم جیت گئی؟ مجھ سے ایک نمبر آگے آ گئی؟ تمہیں ایسی سزا دوں گی کہ تم نہ جی سکو گی اور نہ مر سکو گی۔ ایک دن آئے گا۔ ہادی صرف میرا ہو گا۔ حمنیٰ

کا۔صرف حمنیٰ کا۔‘‘حمنیٰ اس کے سامنے کھڑی دانت پیستے ہوئے بول رہی تھی۔

’’ایسا کبھی نہیں ہوگا۔‘‘سونیا بڑے غرور سے بولی۔

’’بہت جلد ہوگا ایسا۔سمجھی تم!‘‘اس نے انگلی کے اشارے سے اسے وارن کیا۔

اس کی باتیں سوچتے ہوئے سونیا کا دماغ پھٹنے لگا تھا،اسے افسوس ہو رہا تھا کہ کیوں اس نے جلدی میں وہاں سے آنے کی کی؟ کیوں نہیں اسے وہ سب بتایا جو حمنیٰ نے کبھی اس سے کہا تھا مگر بتاتی بھی تو کیا؟ جب ہادی کو اس میں دلچسپی ہی نہیں رہی تو وہ اسے بتا کر کیا کرتی؟

دوسری طرف ہادی صبح ہوتے ہی پاگلوں کی طرح حمنیٰ کے گھر کی طرف بھاگتے بھاگتے گیا۔وہ بہت خوش تھا کہ سونیا آسانی سے مان گئی۔اسے دکھ تھا کہ اس نے اپنی محبت کی پرواہ تو کی مگر جب حمنیٰ کو اس کی ضرورت تھی تب اس نے اس کا ساتھ نہیں دیا اور اپنی دوست کو مشکل وقت میں اکیلا چھوڑ دیا۔

حمنیٰ کی ماں مر چکی تھی اور اس کی چچی چچا کا اس کے ساتھ رویہ ٹھیک بھی نہیں تھا۔سو وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ ایسے حالات میں حمنیٰ کو اکیلا چھوڑ دے اور وہ یہ بھی نہیں چاہتا تھا کہ وہ اپنے ساتھ سونیا کو باندھ کر رکھے اور اس کے ساتھ زیادتی کرے۔صرف ایک پچھتاوا ہی تھا جس نے اس سے یہ سب کرایا اور حمنیٰ کے بھڑکاوے نے اسے سونیا کے سامنے مزید ظالم بنا کر پیش کیا۔

......☆☆......

''ہادی بے وقوف ہے اک نمبر کا اور پاگل بھی۔ میری مظلومیت کے آگے بے وقوف بن گیا۔ سمجھتا ہے حمنیٰ اس کے بنا مر جائے گی۔'' وہ فون پر کسی سے بات کرتے ہوئے انتقام کی آگ میں جل کر بولی جبکہ ہادی دروازے پہ کھڑا اس کے یہ الفاظ سن کر حیران رہ گیا تھا۔

''ہمیشہ مجھ سے مقابلہ کیا اس عورت نے۔ سمجھتی تھی ہمیشہ نمبر ون رہے گی۔ ہمیشہ ہاہاہاہا۔''

وہ قہقہہ لگا کر ہنسی۔

''سمجھتا ہے حمنیٰ اس کے بنا مر جائے گی۔ میں تو چاہتی ہوں سونیا اس کے بنا مر جائے۔ ہمیشہ اس عورت نے مجھ سے مقابلہ کیا۔ سمجھتی تھی نمبر ون رہے گی۔ ہاہاہا۔'' وہ اپنے الفاظ دہرا کر مزید قہقہہ لگا کر ہنسی۔

''اب میں ہوں گی نمبر ون۔'' وہ فاتحانہ انداز میں مسکرائی اور پلٹ کر صوفے پر بیٹھنے والی تھی کہ سامنے ہادی کو پا کر بوکھلا گئی۔

''تم......تم......کب آئے؟'' اس نے فون کان سے ہٹایا اور جلدی سے بند کیا۔

''تین منٹ پہلے۔'' وہ دانت پیستے ہوئے بولا۔

''ہنسو اور کھلکھلا کر ہنسو اپنی بے مروتی اور میری بے وقوفی پر۔''

''میں ہی پاگل تھا جو اپنی با کردار اور نیک بیوی کو چھوڑ کر تم جیسی مکار اور خود غرض عورت کو سہارا دینے چلا تھا۔''

''ہادی......میری بات سنو......ایسا کچھ بھی نہیں۔ جیسا تم سوچ رہے ہو۔'' اس نے آگے

بڑھنا چاہا۔

''وہیں رہو۔قریب مت آنا میرے۔''اس نے انگلی کے اشارے سے اسے وارن کیا۔

''میں نے سوچا تھا تمہارے سامنے طلاق نامہ پر سائن کروں گا اور مل کر خوشی سیلیبریٹ کریں گے مگر میں یہ نہیں جانتا تھا کہ یہاں سائن کرنا مجھے میری بربادی کی طرف لے کر جارہا ہے۔'' وہ غصہ سے بولا اور وہاں سے نکل گیا جبکہ حمنیٰ اسے پکارتی رہ گئی۔

''کتنا غلط تھا میں؟ کتنا غلط؟'' وہ خود کو بہت گرا ہوا محسوس کررہا تھا۔اس کے ذہن میں ایک ایک بات آنے لگی جو اس نے سونیا سے کی تھی۔

......☆☆......

''یا اللہ! یہ کیا ہوگیا مجھ سے؟ آخر میں اتنا بے حس کیسے ہوگیا؟ اس عورت کو دھتکار دیا جو بچپن سے میرے ساتھ ہے، میرے اور میرے گھر والوں کا کتنا خیال کیا سونیا نے۔ کیا کروں؟'' وہ راکنگ چیئر پہ ہلتے ہوئے خود کو ملامت کررہا تھا۔رات گئے وہ وہیں بے بس مجبور اور لاچار بیٹھا رہا۔

''خالی ہاتھ ہوکر رہ گیا ہوں۔آج سمجھ آیا کہ یہ طلاق لفظ ہے کیا؟ مجھے تو لگا تھا۔زندگی میں سکون آجائے گا مگر......'' وہ خود کے ساتھ جنگ لڑرہا تھا۔

''سونیا کو منانے چلا جاؤں نن......نہیں......ایسا کیسے ہوسکتا ہے اب تو کچھ بھی ممکن نہیں۔'' وہ اپنے سوال کا خود ہی جواب دیتے ہوئے اب کی بار رو دیا۔

اسے خود کے ساتھ الجھتے الجھتے صبح ہو گئی۔ کانوں میں اذان کی آواز پڑتے ہی وہ فوراً اٹھا، وضو کیا اور نماز کے لیے کھڑا ہو گیا۔ اس نے خشوع و خضوع سے نماز ادا کی اور سلام پھیرنے کے بعد دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔

"یا اللہ! مجھے معاف کر دے۔ میں بہت گناہ گار ہوں۔ بہت برا ہوں۔ جیسا بھی ہوں مگر ہوں تو تیرا بندہ آج سمجھ آیا کہ طلاق سے کیوں زمین و آسمان کانپ اٹھتے ہیں اور میں نے تو یہ جائز کام بھی ناجائز بنا دیا۔ اس کا کوئی قصور نہیں تھا۔ قصور وار تو میں ہوں۔ میرے اللہ! مجھے رستہ دکھا کہ میں مداوا کر سکوں۔ میں بہک گیا تھا۔ مگر بھٹکا نہیں ہوں۔ مجھے بچا لے میرے اللہ مجھے رستہ دکھا دے۔" وہ آنکھیں بند کیے گڑگڑاتے ہوئے اللہ سے معافی مانگ رہا تھا، تبھی اس کے ضمیر کی آواز نے اسے جھنجھوڑا۔

"پہلے معافی اس سے مانگو جس کی زندگی تم نے ویران کی۔ کیا کچھ نہیں کیا اس نے تمہارے لیے؟ اسی کے باپ کے کاروبار پر تم لوگ عیش کر رہے ہو اور اب اسی کے ساتھ ناانصافی؟ مت بھولو ہادی۔ تمہاری زندگی بنانے والی وہی تھی مگر تم نے اس کی زندگی اجاڑ دی۔" اس نے یکدم اپنی آنکھیں کھولیں۔ کمرے میں اس کے سوا کوئی اور نہ تھا۔

آخر اس کا دھیان میز پر پڑے کاغذات پر پڑا جن پہ اس کے دستخط موجود تھے۔ واپسی کے سارے رستے بند ہو چکے تھے۔ اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے۔ اس نے فوراً اسے کال ملائی۔

''حمنیٰ کیوں کیا تم نے ایسا حمنیٰ کیوں؟'' وہ چیخ چیخ کر بولا۔اس کی آواز سنتے ہی وہ بستر سے اٹھ بیٹھی۔

''ہادی......تم...... یہ کوئی وقت ہے کال کرنے کا؟''

''وقت......'' وہ زخمی انداز میں مسکرایا۔

''میری زندگی برباد کر کے تم مزے سے سو رہی ہو؟ میں نے کیا بگاڑا تھا تمہارا؟ یا سونیا نے؟ جو تم اس حد تک......''

''تم چھوٹے بچے ہو کہ میں نے کہا اور تم میرے پیچھے آ گئے؟'' وہ قہقہہ لگا کر ہنسی۔

''اور ہاں! میں نے کیا کیا؟ کچھ بھی تو نہیں۔تم ہی نے کیا جو بھی کیا۔تم خود بھی تو اس سے تنگ تھے۔'' اور میرا کیا ہے پہلے بھی اکیلی تھی،اب بھی اکیلی ہوں۔''

''تم اس حد تک گر سکتی ہو......'' اس سے پہلے وہ کچھ بولتا حمنیٰ نے اس کی بات کاٹی۔

''کہا تھا میں نے سونیا سے کہ وہ یہ نہ سمجھے کہ وہ جیت گئی ہے مگر وہ محبت کا غرور تھا اسے تم سے محبت۔'' اس کے لہجے میں طنز واضح تھا جس پر ہادی شیر کی طرح دھاڑا۔

''بند کرو اپنی بکواس۔تم جانتی نہیں کہ کتنا بڑا گناہ کیا ہے تم نے۔ زمین و آسمان کانپ اٹھتے ہیں اس بات پر اور تمہیں ذرا بھی فرق نہیں پڑا کس قدر بے حس ہو تم۔ یہ دوستی تھی تمہاری۔''

''بس......بس...... مجھے تمہارے لیکچر کی ضرورت نہیں سمجھے دوستی تو اس نے نہیں نبھائی۔

جانتی تھی کہ میں تم سے محبت کرتی ہوں۔اپنے ماں باپ کے بعد ایک واحد تم ہی تھے جو مجھے میرے اپنے لگتے تھے مگر تم نے اور اس نے دونوں نے دوستی پر پیار کو اہمیت دی۔ مجھے اکیلا کر دیا۔

اور ہاں مجھے تمہاری ضرورت نہیں۔ میرے کہنے پہ تم اپنی بیوی کو چھوڑ سکتے ہو تو کل کو تم مجھے بھی چھوڑ سکتے ہو اور رہی بات زندگی برباد ظلم اور پتا نہیں کیا کیا تو ان سب سے پہلے اپنا طلاق نامہ دیکھو۔ تمہارے نکاح میں آج بھی وہ ہے۔ سائن اس نے کیے ہیں۔تم نے نہیں۔'' وہ چاہ کر بھی بول نہ پایا۔

''مجھے اسے بس یہ دکھانا تھا کہ مرد کے لیے نمبرون کوئی عورت نہیں ہوتی۔ نمبرون وہی ہوتی ہے جو اس کے پاس ہوتی ہے۔ باقی سب بکواس ہے۔اینی وے۔تم جیسے انسان کے لیے تمہاری بیوی ہی قربانی دے سکتی ہے۔ جاؤ وہ آج بھی تمہیں اپنا لے گی۔سارے گلے شکوے اور تمہارے ظلم بھلا کر اللہ حافظ۔''

اس کی طرف سے فون رکھ دیا گیا تھا، مگر اس کے الفاظ اسے اپنے منہ پہ طمانچے کی صورت محسوس ہو رہے تھے۔اس نے جو کچھ کہا، وہ کسی بھی لحاظ سے غلط نہیں تھا۔

''صاحب۔چائے۔'' خالدہ چائے لے کر کمرے میں آئی۔'' خالدہ تمہاری بی بی۔'' وہ بس اتنا ہی بول پایا تھا۔

''کل رات کو میرے گھر رکی تھیں وہ۔ صبح ہوتے ہی اپنے گھر گئی ہیں۔'' وہ اس کے

سامنے ادب سے بولی مگر اس کی نظروں میں چھپی ہزاروں باتیں اس کے بن کہے ہی وہ سمجھ گیا تھا۔

''اچھا ٹھیک ہے۔تم جاؤ۔'' وہ ذرا نظریں چراتا ہوا اس سے بولا۔آخر نظریں اٹھا بھی کیسے سکتا تھا؟ جو حرکت اس نے کی تھی وہ اس سے تو کیا کسی سے بھی نظریں ملانے کے قابل نہیں رہا تھا۔

......☆☆......

اس نے گاڑی نکالی اور اس کے گھر کی طرف نکل پڑا۔

''کیا وہ مجھے معاف کر دے گی؟ اگر نہ کیا تو؟ اس نے سب کو بتا دیا ہوگا اب تک تو۔'' وہ خود سے باتیں کرتا ہوا کافی حد تک الجھ چکا تھا۔

اس نے گاڑی اس کے گھر کے سامنے روکی، بہت سی ہمت جمع کرتے ہوئے گاڑی کے باہر آیا اور ڈور بیل بجائی۔

''بھائی......آپ......آیئے......آپ کا ہی انتظار ہو رہا تھا۔'' ثمن نے خوشی خوشی اسے گھر کے اندر آنے کے لیے کہا۔وہ اس کے انداز پر حیران تھا۔

''لگتا ہے سونیا نے ان لوگوں کو کچھ نہیں بتایا۔'' اس نے خود سے کہا۔

''ارے......کس سوچ میں پڑ گئے؟ آجایئے۔'' وہ لاؤنج سے ہوتے ہوئے ڈائینگ ہال تک آئی۔

اندر آتے ہی اس کا پہلا دھیان سونیا پہ پڑا۔سونیا نے خاموشی سے اس کا استقبال کیا مگر ہونٹوں پر مسکراہٹ واضح تھی۔

''بیٹھیے بھائی۔لگتا ہے پہلی مرتبہ آئے ہیں یہاں۔اتنے پریشان کیوں ہیں؟'' ثمن نے شرارتی انداز میں کہا تو وہاں موجود اس کی ماں اور سونیا دونوں ہنس دیں۔وہ ذرا کنفیوز ہوتے ہوئے کرسی پر بیٹھا۔

''ریلیکس۔آپ آپی سے بات کرنا چاہتے ہیں نا؟ تو پہلے کھانا کھایئے باقی باتیں بعد میں۔پتا ہے ابو کہا کرتے تھے یہ۔'' اس نے ہنستے ہوئے کہا جس پر مسز علی ذرا سنجیدہ ہوگئیں۔

''ہاں۔وہ یہی کہا کرتے تھے۔'' سونیا نے سالن کا ڈونگا آگے کیا تو انہوں نے اسے پلیٹ میں کھانا نکال کر دیا۔

''آج تمہاری من پسند حلیم بنائی ہے سونیا نے۔'' ان کی بات سن کر اس نے نظریں اٹھا کر سونیا کی طرف دیکھا جس کے چہرے پر کوئی تاثرات موجود نہ تھے۔

''اور......بتاؤ......کیسا جارہا ہے سب؟''

''جی......آنٹی......سب ٹھیک۔'' وہ بس اتنا ہی بول پایا تھا۔

''اللہ کا شکر ہے۔تم نہ ہوتے تو ہمارا کیا ہوتا۔ان کو بھی تم پر پورا اعتبار اور بھروسا تھا۔اللہ تمہیں خوش رکھے ہمیشہ بلکہ میں تو سونیا سے کہہ رہی تھی وہ بھی تمہارے ساتھ آفس جایا کرے۔اس کے ابو چاہتے تھے کہ ان کے بعد ان کی بیٹی سب سنبھالے۔لیکن یہ لڑکی......''

''امی۔ رہنے دیں ناں! یہ سب اچھا سنبھال رہے ہیں ناں!'' آخر اس نے انہیں مزید بات کرنے سے روکا۔

''نہیں کیوں نہیں سونیا جب چاہے، جوائن کر سکتی ہے۔ اس سے بڑھ کر اچھی بات اور کیا ہو سکتی ہے۔'' وہ کھانا کھاتے ہوئے بولا۔

......☆☆......

دونوں باغیچے میں موجود تھے۔ کافی دیر تک دونوں کے درمیان خاموشی چھائی رہی۔ آخر ہادی نے خاموشی کا تسلسل توڑتے ہوئے سوال کیا۔

''تمہیں کیسے پتا تھا کہ میں آج آؤں گا؟''

اس نے جواباً مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھا جیسے کہہ رہی ہو۔

''دل نے کہا اور میں نے یقین کر لیا۔''

وہ اس کی خاموشی کو سمجھتے ہوئے اہم مدعے پہ آیا۔

''سونیا۔ مجھے معاف کر دو۔ میں معافی کے قابل تو نہیں مگر......'' وہ اس کے سامنے ہاتھ جوڑے سر جھکائے کھڑا تھا۔

''بے فکر رہیں۔ آپ کو آفس سے کوئی نہیں نکالے گا اور نہ ہی میں امی کو کچھ......'' وہ خشک مزاجی سے بولی مگر اس کی آنکھیں بھیگ چکی تھیں۔

''سونیا پلیز...... مجھے یہ سب نہیں بلکہ تم چاہیے ہو۔'' اس نے جلدی سے کہا۔

''اب کوئی فائدہ نہیں۔ میں جانتی تھی کہ حمنیٰ یہ سب مجھ سے جیلسی کی وجہ سے کر رہی ہے۔'' وہ ہادی کو بغور دیکھتے ہوئے بولی۔

اس کی آنکھیں رو رو کر سوجھ چکیں تھیں مگر پھر بھی وہ کافی حد تک خود کو ضبط کیے ہوئے تھی۔

''کیا؟ تم سب جانتی تھی؟ تو مجھے کیوں نہیں بتایا؟'' وہ فوراً سے اپنا جھکا سر اٹھا کر بولا۔

''میرے بتانے اور آپ کے خود جاننے میں بہت فرق ہے ہادی۔ آپ اس سے محبت کرتے ہیں اور میں ٹھہری پینڈو۔'' وہ خود پہ ہنسی۔

''طنز تو نہ کرو۔'' وہ شرمندہ ہوا۔

''حقیقت تو یہی ہے ہادی۔'' وہ گہری سنجیدگی سے بولی۔

''حقیقت یہی ہے کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ صرف تم سے مگر ہاں...... بہک ضرور گیا تھا۔ اس پہ ترس کھا کر اسے سہارا دینے چلا تھا مگر وہ خود غرض ثابت ہوئی۔ اس نے مجھ سے جو کہا میں نے وہ کیا مگر......'' وہ دکھ سے بولا۔

''مجھے تمہاری ضرورت ہے سونیا۔ مجھے اکیلا مت چھوڑو۔ پلیز۔'' وہ تڑپ کر بولا۔

''محبت۔'' وہ زخمی انداز میں مسکرائی جیسے اس نے محبت کی جگہ کوئی گالی دی ہو۔

حمنیٰ کی حقیقت آپ کے سامنے آئی تو مجھ سے محبت کیا نہیں کیا میں نے آپ کے لیے؟ خود کو بدل لیا نہیں کر سکی تو صرف ایک کام آپ کے ساتھ آپ کے دوستوں کی پارٹیز میں نہیں جا سکی۔ اگر حیا میں رہنا غلط ہے تو مجھے فرق نہیں پڑتا کہ آپ میرے ساتھ ہیں یا نہیں میرا اللہ

تو میرے ساتھ ہے ناں۔"

"سونیا......پلیز......"اس سے پہلے وہ کچھ کہتا وہ سانس بھر کر بولی۔

"اینی وے۔اب کچھ نہیں ہو سکتا ہادی۔ بحث بے کار ہے کیونکہ میں طلاق نامے پہ سائن کر چکی ہوں۔"

"یہ دیکھو سونیا۔"اس نے پیپرز جیکٹ کی جیب سے نکالے۔

"میں نے سائن نہیں کیے اور نہیں میں مانتا مجبوری میں کیے ہوئے اس سائن کو۔"اس نے اس کی آنکھوں کے سامنے پیپرز پھاڑ دیے۔

اس نے حیرانگی سے اس کی طرف دیکھا ابھی جو کل ان کاغذات کو اپنی کل جائیداد سمجھے ہوئے تھا آج انہیں پھاڑ دیا۔

"کوئی بھی طلاق خوشی سے نہیں لیتا ہادی۔"وہ اس کے پیپرز پھاڑنے پر چونکی۔

ہادی اس کے قریب آیا اور اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔

"کیا اب بھی تمہیں مجھ پر بھروسہ نہیں؟ میری آنکھوں میں دیکھو۔سونیا۔ ہادی صرف تمہارا ہے صرف تمہارا۔نمبرون عورت تو وہی ہوتی ہے جو اپنے شوہر کو سمیٹ لے اور نمبرون تم ہی ہو۔صرف تم......تم نے ہمیشہ مجھے سمجھا ہے سونیا۔ایک بار پھر سے سمجھ لو۔میری آخری خطا سمجھ کر مجھے معاف کردو۔پلیز......"وہ شرمندگی سے بولتا چلا گیا جبکہ وہ خاموشی سے اس کی

طرف حیرت سے دیکھنے لگی۔شاید یقین کرنا چاہتی ہو کہ یہ وہی ہادی اس کے سامنے گڑگڑا رہا ہے جو اسے دھتکار چکا تھا مگر اب بھی اس کے زخمی دل میں اس کے لیے محبت کا نرم گوشہ تھا۔

ابھی وہ دونوں گلے شکوے کرنے میں مگن ہی تھے کہ ثمن باغیچے میں کھنکھارتے ہوئے دونوں کے قریب آئی۔دونوں فوراً سے نارمل ہوئے اور اسے دیکھ کر مسکرا دیے۔

''چائے۔''وہ مسکرائی اور چائے کی ٹرے میز پہ رکھتے ہوئے دوبارہ کچن میں چلی گئی۔

ٹرے میں چائے کے دو کپ، بسکٹس اور ایک خاکی لفافہ پڑا تھا جوں ہی اس کا دھیان اس لفافے پہ پڑا اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔اس نے چائے کے کپ سے پہلے اس لفافے کی طرف ہاتھ بڑھایا جو ٹرے میں موجود تھا۔سونیا اسے بغور دیکھے جا رہی تھی کیونکہ اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے اور چہرہ شدید سردی کے باوجود بھی پسینے سے شرابور ہو گیا تھا۔ ایک لمحے کے لیے تو اسے ہنسی سی آ گئی تھی۔

لفافے کے اندر سے کاغذ نکال کر پڑھنے کے بعد اس کے افسردہ ہونٹوں پہ مسکراہٹ سی پھیل گئی۔

''سیریئسلی؟''اس نے حیرت سے پوچھا اور مسکرا دیا۔

''جی اور کل اس خوشی کی خبر ملتے ہی مجھے یقین تھا آپ ضرور آئیں گے۔میں نے اپنے اللہ سے بہت دعا کی بہت روئی کہ کاش آپ نے سائن نہ کیے ہوں۔''اس کی آنکھیں بھر آئیں۔

''سونیا...... بس برا وقت تھا گزر گیا۔ میں تمہارے پاس ہوں۔ رونہیں۔'' اس کی آنسو سے بھری آنکھیں صاف کرتے ہوئے وہ خود بھی رو دیا مگر خود کو ضبط کرتے ہوئی آخر وہ مزاحیہ انداز سے بولا۔

''اچھا اب معاف کردو نا پینڈو۔'' جس پہ اس نے شکایتی نظروں سے اسے دیکھا اور مسکرا دی۔

''گِن گِن کے بدلے لوں گی اب۔'' وہ کھلکھلا کر ہنسی۔

''ہاں کیوں نہیں میں تیار ہوں۔'' وہ سر کو ذرا خم دے کر بولا اور مسکرا دیا۔

''ہاں تو چلیے پھر اپنے گھر چلتے ہیں۔'' سونیا محبت سے بولی دونوں ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے خوشی سے مسکرا دیے کیونکہ اب دونوں کی زندگی میں کوئی پچھتاوا اور شکوہ نہیں تھا۔

......☆......